مرکزی مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی ہند کی

قراردادیں

(۳۰/مارچ ۱۹۹۸ء - ۴/نومبر ۲۰۱۴ء)

جلد دوم

شعبۂ تنظیم

جماعتِ اسلامی ہند

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی-۲۵

ترتیب

ملکی حالات ومسائل

پیش لفظ ۹
دستورِ ہند پر نظر ثانی ۱۳
آئی ایس آئی کا خطرہ ۱۵
ملک کی موجودہ معاشی پالیسی کا عدم توازن ۱۷
ترقیاتی منصوبے اور عوام کی فلاح و بہبود ۲۱
حالیہ مالیاتی بحران ۲۳
بارہواں پنج سالہ منصوبہ ۲۵
قانون حق غذا ۲۸
قومی سلامتی سے متعلق وزارتی گروپ کی رپورٹ ۳۰
امن وامان کی ضرورت اور ملک کی موجودہ صورتِ حال ۳۲
نکسلی تحریک اور حکومت کا تصادم ۳۴
سیکورٹی کے مسائل اور ملکی صورتِ حال ۳۶
انسداد غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (UAPA) میں ترمیم ۳۸
کسانوں کی خودکشی کے بڑھتے واقعات ۴۱
خواتین ریزرویشن بل ۴۴
آدھار اسکیم ۴۶
عوام کو درپیش بنیادی مسائل اور آئندہ اسمبلی و پارلیمانی انتخابات ۵۰
ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال ۵۳
خواتین پر بڑھتے مظالم ۵۶
ملکی صورتِ حال اور موجودہ مرکزی حکومت ۵۸

ریاستوں کے حالات

اتر پردیش پبلک مذہبی عمارات ومقامات ریگولیشن بل ۲۰۰۰ .... ۶۳
حکومت راجستھان کا تبدیلیِ مذہب بل ۶۵
اڑیسہ کا سمندری طوفان ۶۷
اتر پردیش میں سیاسی تبدیلی ۷۰

جماعت اور انتخابات وسیاست

ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال ۷۵
حکومت کا نیشنل ایجنڈا ۷۷
سیاست میں اخلاقی اقدار ۷۹
ملک کی صورتِ حال ۸۱
ملکی صورتِ حال ۸۳
پارلیمانی انتخابات ۲۰۰۴ کے نتائج ۸۵

بنیادی حقوق کی پامالی

اسلامی دہشت گردی ۸۹
رنگ ناتھ مشرا کمیشن کی سفارشات ۹۱
قرآنِ پاک کی بے حرمتی کے افسوس ناک واقعات ۹۳

مسلم تعلیمی اداروں کے کردار و زبان کا تحفظ

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا سانحہ ۹۷
مسلم تعلیمی اداروں کا اقلیتی کردار ۹۹
جامعہ ملیہ اسلامیہ کا مسلم اقلیتی کردار ۱۰۱

قانون کا بے جا استعمال-انتظامیہ اور پولیس کا رول

مسلمانوں پر حکومتی مشنری کے مظالم ۱۰۵

غربت، مہنگائی، بدعنوانی اور روزگار کے مسائل

بڑھتی ہوئی مہنگائی I ۱۰۹
بڑھتی ہوئی مہنگائی II ۱۱۲
لوک پال بل ۱۱۴
ایف ڈی آئی اور ڈائرکٹ سبسڈی ۱۱۶
سی بی آئی کی آزادانہ حیثیت اور کرپشن کے معاملات ۱۱۸

اخلاقی انحطاط اور اصلاح کی تدابیر

تہلکہ ڈاٹ کام کے انکشافات ۱۲۳

فرقہ پرستی، فسطائیت اور دہشت گردی

بی جے پی اور اقلیتیں ۱۲۷
نظام تعلیم کا مخصوص تہذیبی رنگ ۱۲۹
تعلیمی نظام کو فرقہ پرستانہ رنگ دینے کی کوششیں ۱۳۲
دہشت گردی-ایک قابل مذمت حرکت ۱۳۴
انسداد دہشت گردی آرڈیننس ۱۳۶
بے قصور مسلمانوں کی گرفتاری ۱۳۸
ممبئی کے بم دھماکے ۱۴۰
مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام ۱۴۲

تخریب کاری اور دہشت گردی ۱۴۵
دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کی گرفتاری ۱۴۷
انسدادِ دہشت گردی سینٹر ۱۵۰

فسادات

جسٹس ناناوتی کمیشن کی رپورٹ ۱۵۵
آسام اور ملک کی متعدد ریاستوں میں ہونے والے اقلیت دشمن فسادات ۱۵۷
آسام کے فسادات ۱۵۹
انسدادِ فرقہ وارانہ فسادات بل ۱۶۲

ملی مسائل اور ہماری ذمہ داریاں

مسلکی اختلافات ۱۶۷
اوقاف کا تحفظ ۱۶۸
امتِ مسلمہ سے اپیل ۱۷۱

برصغیر کی صورتِ حال

کارگل کا بحران ۱۷۵
ہندو پاک تعلقات ۱۷۷
ہند پاک تعلقات ۱۷۸

بین الاقوامی مسائل

کوسووا ۱۸۲
مسئلۂ فلسطین اور موجودہ صورتِ حال ۱۸۴
چیچنیا کا مسئلہ ۱۸۶

فلسطین پر اسرائیلی جارحیت ۱۸۸
فلسطین ۱۹۰
لبنان اور اسرائیلی جارحیت ۱۹۱
غزہ پٹی کا محاصرہ اور اسرائیلی جارحیت ۱۹۳
فلسطین ۱۹۵
فلسطین ووٹ ۱۹۷
عراق پر امریکی و برطانوی جارحیت کی مذمت ۱۹۹
عراق میں شیعہ سنی تصادم فی الفور بند کیا جائے ۲۰۱
ایران کا نیوکلیائی پروگرام ۲۰۳
ایران پر معاشی پابندیوں کا مسئلہ ۲۰۵
شام کی صورتِ حال ۲۰۷
عالمی صورتِ حال ۲۰۹
عالم عرب کی صورتِ حال ۲۱۱
مصر میں تبدیلی کا خیر مقدم ۲۱۳
عالم اسلام کی صورتِ حال ۲۱۵
بنگلہ دیش میں سرکاری ظلم ۲۱۹
شام کی پیچیدہ صورتِ حال ۲۲۱
’آکیوپائی وال اسٹریٹ‘ تحریک ۲۲۳
عالم اسلام کی صورتِ حال ۲۲۵
عالم اسلام کی صورتِ حال ۲۲۸
ضمیمہ: مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کی ۱۵؍جولائی ۱۹۶۱ سے ۷؍جولائی ۱۹۹۷
تک کی قراردادوں کی فہرست ۲۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

جماعت اسلامی ہند گزشتہ تقریباً پون صدی سے دین کی اقامت، عدل وانصاف کے قیام اور بنی نوعِ انسان کی ہمہ جہت خدمت انجام دے رہی ہے۔ مختلف میدانوں میں اس کے کاموں کا پھیلا ہوا دائرہ الحمدللہ غیر معمولی وسیع ہے، جس کا کچھ تعارف اخبارات ورسائل، متفرق کتب، رپورٹوں اور الیکٹرانک ذرائع سے ہوتا رہتا ہے، لیکن جماعت ہی نہیں، کسی بھی تنظیم و جماعت کے مزاج وفکر اور دائرۂ عمل سے واقفیت کا ایک مصدقہ ذریعہ وہ قراردادیں ہوتی ہیں جو پیش آمدہ حالات ومسائل کے سلسلے میں وہ جاری کرتی رہتی ہیں۔

جماعت اسلامی ہند کا ریکارڈ اس سلسلے میں الحمدللہ تابناک، شان دار اور قابل مطالعہ ہے۔ ۱۹۴۸ء سے ۲۰۱۴ء تک کے طویل عرصے میں جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی قراردادوں کی فہرست اور اس کے موضوعات پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر آسانی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۹۴۸ء سے دین وملت اور ملک و عالمی برادری کو پیش آنے والے دینی، سماجی، معاشرتی، معاشی، جنگ وجدال، ظلم وناانصافی، فسطائیت و دہشت گردی وغیرہ جیسے مقامی، ملکی اور عالمی مسائل میں شاید کم ہی اہم عنوان ایسے ہیں جن پر جماعت کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے قراردادیں منظور کر کے ان کو عام نہ کیا ہو اور ان کے مطابق رائے عامہ کو بیدار کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ (ذمے دارانِ جماعت کے صحافتی بیانات کے ذریعہ بھی اس فریضے کی انجام دہی کا سلسلہ جاری رہتا ہے)

اس طویل عرصے میں ۱۵/جولائی ۱۹۶۱ء سے ۷/جولائی ۱۹۹۷ء تک منعقد ہونے والے مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاسوں کی قراردادوں کا ایک مجموعہ ۱۹۹۷ء سے ہی مرکزی مکتبہ اسلامی

پبلشرز، نئی دہلی کے ذریعے شائع کیا جارہا ہے۔اب ۱۹۹۸ء سے ۲۰۱۴ء تک کی مجالسِ شوریٰ کی قراردادوں کا یہ مجموعہ پیش خدمت ہے۔

قارئین کی آسانی اور دلچسپی کے لیے اس مجموعہ کے اختتام پر قراردادوں کی ۱۹۶۱ء تا ۱۹۹۷ء تک (جلد اول) کی فہرست بھی شامل کردی گئی ہے، جس کو پیش نظر جلد (دوم) کی قراردادوں کی فہرست کے ساتھ دیکھنے سے اس طویل عرصے میں گزرے ہوئے واقعات پر جماعت اسلامی ہند کا موقف اور نقطۂ نظر سامنے آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس طویل مدت میں منظور کی گئی قرار دادوں میں ذمہ دارانِ جماعت کی دین وملت اور عالم انسانیت کے لیے فکرمندی واضطراب اور عزیمت واستقامت کے جو بے شمار پہلو بکھرے ہوئے ہیں ان کی وہ قدر افزائی فرمائے اور تحریک اسلامی ہند کو اسی جذبہ وحوصلے کے ساتھ سرگرم عمل رہنے کی توفیق سے نوازے۔

شعبۂ تنظیم
مرکز جماعت اسلامی ہند

ملکی حالات و مسائل

دستورِ ہند پر نظر ثانی

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۰ء نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب محمود خان، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، مولانا نظام الدین اصلاحی اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرونِ ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے اور ڈاکٹر حسن رضا نجی کی علالت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

دستور پر نظر ثانی کے سلسلے میں حکومت کے اعلان اور نوتشکیل شدہ کمیشن کے تقرر پر جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے کیوں کہ اول تو نظر ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ ترمیم یا ترمیمات کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے حکومت نے

اسے ضروری خیال کیا تو اسے چاہیے تھا کہ وہ نظر ثانی کی ضرورت کا واضح طور پر اعلان کرتی اور حزبِ مخالف کو بھی اعتماد میں لیتی اور اس کے لیے پارلیمانی کمیشن کا تقرر کیا جاتا۔ اسی طرح یہ بھی ضروری تھا کہ صاف صاف یہ اعلان کیا جاتا کہ جہاں تک شہریوں اور اسی طرح تہذیبی اکائیوں کے حقوق کا تعلق ہے وہ پوری طرح بحال و برقرار رہیں گے۔ ان میں کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی۔ یہ اجلاس اپنے اس احساس کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ جو چیزیں حکومت کے لیے ہر طرح قابل لحاظ تھیں انہیں ملحوظ نہ رکھنے اور حکومت کے ذمہ داروں کے وقتاً فوقتاً بیانات نے ملک کے شہریوں اور حزبِ مخالف کو بجا طور پر تشویش اور شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس بنا پر یہ نہایت ضروری ہے کہ اس اجلاس نے جن امور کو ضروری قرار دیا ہے ان کے بارے میں حکومت بلا تاخیر صاف صاف اعلان اور ان کا اہتمام کرے۔

آئی ایس آئی کا خطرہ

اجلاس منعقد: ۵ تا ۹ /نومبر ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس۔ ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب محمود خان، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبد الرشید عثمانی، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری بیرون ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے ۷ /نومبر کو شریک اجلاس ہوئے اور جناب ٹی کے عبداللہ بہ سببِ علالت شریک اجلاس نہیں ہو سکے تھے۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

گزشتہ چند برسوں سے ملک میں تخریبی سرگرمیاں بلاشبہ بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ بازاروں اور عام مجمعوں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں، جن میں بیسیوں بے گناہ جانوں کا اتلاف ہو چکا ہے۔ ضرورت تھی کہ ان واقعات کی تحقیقات کی جاتی اور جو فی الواقع ان کے ذمہ دار ہیں انہیں قرار واقعی سزا دلائی جاتی۔ لیکن زور اس پر صرف کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کی خفیہ تنظیم آئی

ایس آئی ملک اور خاص طور پر کچھ خاص علاقوں میں سرگرم ہے اور ناروا طور پر ان سے اقلیتوں کو ملوث کرنے اور ان کے کردار کو مشتبہ کرنے کی مسلسل کوشش کی جاتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بعض اقلیتوں خاص طور پر مسلم جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈا، دینی مدارس ومساجد اور اعلیٰ درس گاہوں مثلاً دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ پر قابل اعتراض چھاپے مارے گئے۔

اس صورتِ حال پر جو صرف اقلیتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے لیے نقصان دہ اور باعث بدنامی ہے، مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس افسوس اور اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت اور اس کی مشنری کو متنبہ کرتا ہے اور اسے غلط پروپیگنڈا کرنے والے ذرائع ابلاغ کو ذمہ دارانہ طرزِ عمل کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے تمام رہ نماؤں وذمہ داروں کو بھی توجہ دلاتا ہے کہ اس قابل اعتراض طرزِ عمل کی اصلاح کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری ادا کریں اور ملت اسلامیہ سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ حالات سے پوری طرح باخبر رہنے کی کوشش کریں اور اپنے اخلاق واعمال اور داعیانہ کردار سے وہ ثبوت پیش کرنے کی کوشش کریں جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں شایان شان ہو۔

ملک کی موجودہ معاشی پالیسی کا عدمِ توازن

اجلاس منعقدہ: ۵ تا۹ / نومبر ۲۰۰۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، ڈاکٹر حسن رضا، جناب ایس- ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب محمود خان، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے-اے صدیق حسن، ڈاکٹر احمد سجاد، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب سید غلام اکبر اور جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری بیرونِ ملک سفر پر ہونے کی وجہ سے ۷/نومبر سے شریک اجلاس ہوئے اور جناب ٹی، کے عبداللہ بہ سببِ علالت شریک اجلاس نہیں ہو سکے تھے۔

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا کوثر یزدانی ندوی، جناب محمد اشفاق احمد اور جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند کی موجودہ معاشی پالیسی کے عدم توازن اور سماج کے افلاس زدہ اور کم آمدنی والے افراد اور گروہوں سے مجرمانہ غفلت پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

گلوبلائزیشن (عالم کاری) کے فوائد کا انکار نہیں ہے تاہم گلوبلائزیشن کی طرف بے تحاشہ

دوڑ جاری ہے اور اصلاحی اقدامات کے متعلق حکومت کی طرف سے صرف اس کا خوش نما رخ سامنے لایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ جدید ٹکنالوجی نے نہ صرف ملکوں کے زمینی فاصلے کم کر دیے ہیں بلکہ طلب و رسد اور پیداوار کے بازار کو عالمی سطح پر ایک وحدت بنا دیا ہے۔ اس لیے ملکی معیشت کی ترقی اور عمومی معاشی فلاح و بہبود کے لیے یہ ضروری ہے کہ ترقی یافتہ ممالک سے جدید ٹکنالوجی درآمد کی جائے تاکہ ایک طرف ملکی پیداوار میں اضافہ عالمی شرح اور رفتار سے ممکن ہو سکے اور دوسری طرف بیرونی سرمایہ بھی بڑے پیمانے پر حاصل کیا جا سکے۔ سرمایہ کی کمی کا ملک کو ہمیشہ سامنا رہا ہے اس کا مناسب حل ضروری ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ، ٹکنالوجی اور مصنوعات کی درآمد اور برآمد پر سے تمام پابندیاں ختم کی جائیں۔

بہرحال موجودہ معاشی پالیسی پر بلا تاخیر نظر ثانی ضروری ہے لیکن اس پالیسی کے مضر اثرات سے عوام کو بے خبر رکھا جا رہا ہے۔ اس سے زیادہ تشویش ناک امر یہ ہے کہ پالیسی سازوں کو غالباً اس کا نہ علم ہے اور نہ فہم کہ گلوبلائزیشن درحقیقت سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی ایک دوررس چال ہے، دولت اور وسائل کی غیر منصفانہ عالمی تقسیم نے جس کی کامیابی کے امکانات آسان کر دیے ہیں۔ بیرونی ٹکنالوجی اور سرمایہ بیرونی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی شکل میں آتا ہے اور آتا رہے گا۔ سرمایہ کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں، جو ملکی عوام کے مفاد کے خلاف بھی ہو سکتی ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں بین الاقوامی سرمایہ اور ٹکنالوجی جن میدانوں میں آ رہی ہے ان کو عامۃ الناس کی فلاح و بہبود سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ایک تہائی سے زیادہ آبادی کو پینے کا صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔ بلکہ اب تو نسبتاً خوش حال آبادی کو خرید کر پانی پینا پڑتا ہے۔ سڑکوں کی حالت خستہ ہے، سرکاری تعلیمی ادارے اور پرائمری اسکول ناگفتہ بہ حالت میں ہیں، سرکاری اسپتال اور نظام صحت وصفائی کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے، عوام کی ضروریات زندگی مثلاً مٹی کا تیل اور رسوئی گیس مہنگی ہوتی جا رہی ہیں جب کہ خوش حال طبقے کی ضروریات، کاروں وغیروں کا سلسلہ تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ مہنگے تعلیمی پروفیشنل ادارے دھڑا دھڑ کھل رہے ہیں۔ فائیو اسٹار ہوٹل جو عوام کے تصور سے بالاتر ہیں برابر قائم ہو رہے ہیں۔ ضروریات زندگی کے جگہ فاسٹ فوڈ، جنک فوڈ کی سپلائی میں بیرونی سرمایہ لگ رہا ہے۔ حکومت سبسڈی کی نفع بخش پالیسی کو

ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے، جس کا اعلان بھی کیا جا رہا ہے۔ انفارمیشن سوپر ہائے وے پر آنے کی جدوجہد زور وشور سے کی جارہی ہے۔ جب کہ ریاستیں طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہوتی جا رہی ہیں مثلاً آندھرا پردیش میں کسان خودکشی پر مجبور ہورہے ہیں۔ اڑیسہ اور مغربی بنگال میں تباہ کن طوفان کو روکنے کے لیے اور آفت زدہ انسانوں کو امداد پہنچانے کی طرف حکومت کی جو توجہ ہے وہ حد درجہ ناقص ہے۔

حکومت کی موجودہ پالیسی کا دوسرا اہم جز معاشی آزادی، نجی سرمایہ کاری اور بازار پر تکیہ کا زور بڑھتا جارہا ہے۔ اس کے لیے حکومت کی طرف سے یہ دلیل دی جارہی ہے کہ نجی سرمایہ کاری فی نفسہٖ زیادہ افیکٹو (Effective) ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس کے کچھ فوائد ضرور ہیں لیکن ساتھ ہی اس کے تباہ کن اثرات بھی ہیں، جن کے سلسلے میں حکومت کی توجہ نہیں ہے۔ ایک طرف تو حکومت عوام کی فلاح و بہبود سے رفتہ رفتہ اپنی ذمہ داریاں ختم کر کے ان تمام میدانوں کو نجی سرمایہ داروں کے حوالے کر رہی ہے جس کی چند مثالیں پیش کی جاچکی ہیں۔ چناں چہ حکومت تعلیم، صحت، وسائل آمدورفت کو رفتہ رفتہ مارکیٹ پر چھوڑ رہی ہے۔ دوسری طرف عوام کی ضروریات زندگی کے متعلق یہ پالیسی بنا چکی ہے کہ ان کی پیداوار اور تقسیم کو بھی مارکیٹ کے حوالے کر دیا جائے۔

اس معاشی پالیسی کی وجہ سے چھوٹی اور گھریلو صنعتیں تباہ ہورہی ہیں۔ دولت اور آمدنی کا عدم توازن بڑھتا جا رہا ہے۔ جن کے مظاہر ٹکسٹائل، زراعتی پیداوار، پلانٹیشن کی مصنوعات (مثلاً کیرالا اور سمندری علاقہ کے ناریل، کپاس، چمڑے کی تجارت) کی شکل میں سامنے آرہے ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں عام مصنوعات پر سے کنٹرول ہٹا دینے کی جو راہ اختیار کی جارہی ہے اس کے یہی نتائج برآمد ہوں گے۔

گلوبلائزیشن اور نجی سرمایہ کاری کا ایک مہلک پہلو سودی سرمایہ دارانہ نظام کا بڑھتا ہوا تسلط ہے، جو سراسر ضرر رساں ہے۔ الغرض یہ تمام معاشی پالیسیاں غریبوں کو نظر انداز کرنے، عدل وانصاف اور عمومی فلاح کو مارکیٹ کے حوالے کرنے کے عزم کی نمایاں علامتیں ہیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت اور پالیسی سازوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ عالم کاری اور نجی کاری کی بے محابا پالیسیوں پر نظر ثانی کی جائے۔ عوام کے فلاح و بہبود کے کاموں کو کلیتاً

مارکیٹ کے حوالے کرنے سے احتراز کیا جائے۔ دولت اور آمدنی کی ناہمواری کو دور کرنے کے لیے مؤثر پالیسیاں بنائی اور نافذ کی جائیں۔ بیرونی سرمایہ اور سودی سرمایہ کے بڑھتے ہوئے تسلط کے لیے کم از کم عوامی فلاح و بہبود کے میدانوں میں غیر سودی سرمایہ کو اپنی پالیسی کی بنیاد بنایا جائے۔ کمزور اور پسماندہ طبقوں اور فرموں کی فلاح کے لیے ان کو ٹارگیٹ بنا کر اسکیموں کا نفاذ کیا جائے۔ اور بیرونی سرمایہ پر غیر ضروری انحصار کو کم کرتے ہوئے ملکی وسائل کا صحیح اور متوازن استعمال کیا جائے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کے پالیسی سازوں اور غیر جانب دار دانش وروں اور معاشی و سماجی مفکرین کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ایک مبنی بر انصاف، ترقی پذیر اور ہم آہنگ سماج کی تشکیل کے لیے پوری سنجیدگی سے توجہ کریں اور اسلام کی معاشی اور معاشرتی تعلیمات پر غور کریں۔

ترقیاتی منصوبے اور عوام کی فلاح و بہبود

اجلاس منعقدہ: ۲۰ تا ۲۴ / اپریل ۲۰۰۶ء، نئی دہلی

صدارت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا محمد سراج الحسن، مولانا عبدالعزیز، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی، ڈاکٹر احمد سجاد، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب سید غلام اکبر، جناب ایس ایم ملک، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب ایچ، عبد الرقیب، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، انجینئر محمد سلیم، ڈاکٹر جاوید مکرم، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)

مدعوئین خصوصی: مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب محمد اشفاق احمد، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب محمد اقبال ملا، جناب نصرت علی، جناب انتظار نعیم، ڈاکٹر نصرت اللہ خان آفندی، جناب محمد عبدالعزیز، جناب رفیق احمد۔

قرارداد

شوریٰ کا یہ اجلاس ایسے تمام ترقیاتی منصوبوں کو جن کے فوائد سے عوام کو نظر انداز کیا اور انہیں محروم رکھا جاتا ہو، تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے اس احساس کا اظہار کرتا ہے کہ ہر وہ ترقی جس کا فائدہ عوام کے محض ایک خاص طبقہ کو پہنچتا ہو اور دوسروں کی محرومی میں مزید اضافہ ہوتا ہو تو یہ نام نہاد ترقی سماج کے لیے مفید ہونے کے بہ جائے سخت نقصان دہ اور انتشار و اضطراب کا

باعث ہوتی ہے۔

شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بیرونی کمپنیوں (MNC's) کے ان تمام پروجیکٹوں پر فی الفور روک لگائے، جن کی وجہ سے ماحولیاتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور سماج کے کمزور طبقات کو صحیح طور پر ان کے حقوق کا پاس ولحاظ کیے بغیر جائدادوں اور کاروبار سے بے دخل کیا جا رہا ہے، جس کی ایک نمایاں اور بے چینی کو ہوا دینے والی مثال نربدا ڈیم ہے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ درپیش تمام ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ سے قبل متاثرہ افراد کی متبادل بازآبادکاری کا معقول نظم کیا جائے۔

حالیہ مالیاتی بحران

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۲/ اکتوبر ۲۰۰۸ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب کے اے صدیق حسن ، جناب ٹی کے عبد اللہ ، ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری، ڈاکٹر حسن رضا، جناب محمد جعفر، جناب سید غلام اکبر، مولانا محمد سراج الحسن، جناب ایچ عبد الرقیب، مولانا محمد شفیع مونس، جناب ایس امین الحسن، جناب ایس ایم ملک، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔ انجینئر محمد سلیم اور سید سعادت اللہ حسینی اجلاس میں دوسرے دن سے دونوں روز شریک رہے۔ مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرونِ ملک، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی اپنی علالت اور جناب اعجاز احمد اسلم بچی کی شادی میں مصروفیت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، مولانا محمد رفیق قاسمی ، جناب سید عبد الباسط انور، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس عالمی معاشی و مالیاتی بحران کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جس بحران کی وجہ سے پوری دنیا میں کساد بازاری، اشیاء کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ، غذائی بحران و بے روزگاری، افلاس، مالیاتی اداروں کو درپیش دیوالیہ پن

اور ملک کے غریب عوام پر اس کے تباہ کن اثرات پڑ رہے ہیں۔ اجلاس کا احساس ہے کہ سرمایہ داروں کی حرص و ہوس اور استحصال پر مبنی ذہنیت کے علاوہ سود اور سٹہ پر مبنی گمراہ معاشی پالیسیاں نیز عالمی سرمایہ دارانہ نظام(Global Capitalism) اس صورت حال کے لیے ذمہ دار ہیں۔ اس بحران نے سرمایہ دارانہ نظام کی مضرتوں اور قباحتوں کو نمایاں کر دیا ہے اور دنیا ایک بہتر متبادل کی تلاش میں ہے۔ اس کے صحیح اور دیرپا حل کے لیے دنیا اور ہمارے ملک کو سود اور سٹہ (Speculation) پر مبنی استعمار کی معاشی پالیسیوں سے پاک منصفانہ معاشی نظام کی طرف پیش قدمی کی ضرورت ہے۔

اجلاس یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ پلاننگ کمیشن کی راگھوراجن کمیٹی کی بلاسودی بنکاری کے حق میں قانون سازی کی سفارش فوری منظور کی جائے، جو دراصل اس طرح کے بحرانوں سے بچنے کا دیرپا حل ہے۔

بارہواں پنچ سالہ منصوبہ

اجلاس منعقدہ:۲۸ تا ۳۱رمئی ۲۰۱۱ء، ویناڈ(کیرلا)

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے، اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ-عبدالرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی- عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

مولانا محمد یوسف اصلاحی بیرون ملک سفر کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔

مدعوئین خصوصی: محترمہ عطیہ صدیقہ، محترمہ کے کے فاطمہ زہرہ۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس منصوبہ بندی کمیشن کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے کہ بارہویں پنچ سالہ منصوبہ کا اصل ہدف امیری اور غریبی کے فرق کو کم کرنا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ فرق ہندوستان میں شرمناک حد تک بڑھ چکا ہے اور اس کو کم کرنا تمام پالیسیوں کا اہم ترین ہدف ہونا چاہیے۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پلاننگ کمیشن اس اعلان کو عملی

جامہ پہنانے کی سمت ٹھوس پیش رفت کرے اور ان پالیسیوں سے اجتناب کرے، جن سے اس اعلان کے برعکس نتائج پیدا ہونے کا امکان ہے۔

اس ذیل میں اجلاس کو خصوصیت کے ساتھ سطح غربت سے متعلق پلاننگ کمیشن کے موقف پر تشویش ہے۔ ۱۵ روپے روزانہ کی حقیر ماہانہ یافت کو غریبی کی سطح قرار دینا اور اس سے زیادہ آمدنی رکھنے والے غریب افراد کو فلاحی اسکیموں کے فائدوں سے محروم کر دینا نہایت بھونڈا مذاق ہے۔ کمیشن کا یہ موقف اس کے اعلان کے برعکس امیری اور غریبی کے فرق کو بڑھانے کا سبب بنے گا۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ کمیشن ہر اس شخص کو غریب تسلیم کرے جو بنیادی غذا، آسرا اور تعلیم وعلاج کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ اجلاس کو حقّ غذا سے متعلق قانون کے سلسلہ میں کمیشن کی مزاحمت پر بھی افسوس ہے۔ اب جب کہ خود حکومت نے اس سلسلہ میں قومی مشاورتی کونسل کی تجاویز قبول کرنے کا اعلان کیا ہے، اجلاس امید کرتا ہے کہ کمیشن اپنا رویہ بدلے گا اور حق غذا کے مجوزہ قانون کی منظوری اور اس کے نفاذ کے لیے ضروری سہولتیں فراہم کرے گا۔

اجلاس کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ کمیشن صرف شرح ترقی پر توجہ مرکوز نہ کرے بلکہ ترقی کے فائدوں کی منصفانہ تقسیم اور اس کے فائدوں کو محروم افراد وطبقات تک پہنچانے کا ہدف بنائے۔ اس غرض کے لیے زرعی و دیہی معیشت میں نمو کے اہداف بھی خصوصیت سے طے کیے جائیں اور ان کے حصول کے لیے منصوبے بنائے جائیں۔ گزشتہ سالوں میں زرعی اور دیہی معیشت سے جو مجرمانہ غفلت برتی گئی ہے ان کے ازالہ اور بھرپور تلافی کے بغیر غریبوں کی ترقی کا خواب محض ایک خوب صورت نعرہ بن کر رہ جائے گا۔

اجلاس کو توقع ہے کہ کہ تعلیم پر جی ڈی پی کے کم از کم چھ فیصد اور صحت عامہ پر تین فیصد خرچ کا ہدف بارہویں پنج سالہ منصوبہ کے دوران ضرور حاصل کرلیا جائے گا۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ گیارہوں منصوبہ کے دوران ان سماجی سیکٹرز میں خرچ مذکورہ اہداف سے بہت کم رہا ہے۔ ان اہداف کا حصول مرکزی حکومت کا ایک دیرینہ وعدہ ہے اور اس کی فوری تعمیل ہونی چاہیے۔ اس وعدہ کی تعمیل کے بغیر غریب ومحروم افراد کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری وسائل کی دست یابی ناممکن ہے۔

شمولیاتی ترقی (Inclusive Growth) کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کے ان طبقات پر خصوصی توجہ دی جائے جو ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ اجلاس کو خوشی ہے کہ کمیشن مسلمانوں اور دیگر طبقات سے سرگرم مشاورت کر رہا ہے۔ اجلاس کا مطالبہ ہے کہ حکومت بارہویں پنج سالہ منصوبہ میں مسلمانوں کے لیے درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی طرز پر علیحدہ ذیلی منصوبہ Muslim Component Plan بنائے اور ترقیاتی اور فلاحی اسکیموں میں ان کے حصہ کا واضح تعین (earmarking) ہو۔ اور سچر کمیٹی کی دیگر فلاحی اور ترقیاتی تجاویز قبول کی جائیں اور انہیں منصوبہ میں جگہ دی جائے۔

اجلاس توانائی کی ضرورت سے متعلق کمیشن کے احساس کی قدر کرتے ہوئے۔ یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں منصوبہ بندی کرتے ہوئے کمیشن ملک کے عوام کے بعض حساس جذبات کو نظر انداز نہ کرے۔ نیوکلیئر توانائی کے لیے ملک کو اپنی آزادی وخودمختاری پر بعض مہنگے سودے کرنے پڑرہے ہیں۔ منصوبہ بندی میں توانائی کے اس ذریعہ پر ہمارا انحصار نہیں ہونا چاہیے اور توانائی کی منصفانہ تقسیم پر بھی توجہ ہونی چاہیے۔

اجلاس ملک کے تمام خیر پسند افراد، دانش وران، سماجی کارکنان وغیرہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ تمام طبقات کی متوازن ترقی کے لیے ایک بہتر اور موثر منصوبہ بنانے میں کمیشن کی مدد کریں اور اس سلسلہ میں کمیشن کی جانب سے کیے جارہے مشاورتی عمل میں بھرپور حصہ لیں۔

قانونِ حقّ غذا

(Food Security Bill)

اجلاس منعقدہ: ۳۰، ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۱ء اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء، چنئی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس ایم ملک، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

ڈاکٹر محمد رفعت فلائٹ میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دن کی دوسری نشست سے اجلاس میں شریک ہوئے۔

قرارداد

جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نزدیک یہ بات خوش آئند ہے کہ حکومت نے طویل انتظار کے بعد حق غذا کے قانون کو منظور کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اس ذیل میں ایک ڈرافٹ کابینہ میں قطعیت پاچکا ہے۔ اجلاس کو یہ امید ہے کہ بجٹ سیشن میں یہ قانون منظور ہوجائے گا اور یو پی اے حکومت اپنے دیرینہ وعدے کی تکمیل کرے گی۔

جماعت اسلامی ہند کو اس بات پر افسوس ہے کہ اس قدر طویل انتظار اور مشاورت و مباحث کے لمبے سلسلے کے بعد جس مسودہ کو قطعیت دی گئی ہے وہ کئی پہلوؤں سے ناقص ہے اور

قانون منظور ہو جانے کے باوجود اس سے ہندوستان کے ہر شہری کو غذا کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ مجوزہ قانون میں ملک کے شہریوں کو مخصوص نشان زد (Targeted) اور عمومی (General) زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے اور حق غذا کی قطعی ضمانت صرف مخصوص طبقے تک محدود رکھی گئی ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ نہ صرف ہندوستانی شہریوں کی بڑی تعداد بلکہ غریب عوام کی بھی بڑی تعداد اس ضمانت سے محروم رہے گی۔ اجلاس کے نزدیک یہ غریب عوام کے ساتھ ناانصافی ہے۔ مخصوص زمرے کے تعین کے لیے جو سماجی سروے کیا جارہا ہے وہ بھی حیرت انگیز مغالطوں پر مبنی ہے۔ اطلاعات کے مطابق اگر کسی غریب بیوہ کو سولہ سال کا لڑکا ہے تو اسے غریب نہیں قرار دیا جائے گا۔ حالاں کہ دیہی روزگار ضمانت اسکیم میں روزگار کی کم سے کم عمر ۱۸ سال قرار دی گئی ہے۔ اس طرح کے کئی تضادات اور نقائص کی اس سروے کے سلسلے میں سماجی تنظیموں نے نشان دہی کی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ عمومی زمرے کے شہریوں کو غذا کی فراہمی، پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم میں اصلاحات سے مشروط کی گئی ہے اور پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم میں اصلاحات کا جو نقشہ اس قانون کے ایک مستقل باب میں بیان کیا گیا ہے وہ سخت قابل اعتراض ہے۔ اس میں راست رقوم کی منتقلی، آدھار کارڈ کے ساتھ تقسیم کو وابستہ کرنے جیسے متنازعہ اقدامات بھی شامل ہیں۔ سپریم کورٹ نے گوداموں میں موجود فاضل غلہ کی تقسیم سے متعلق جو ہدایت دی ہے اس کی تکمیل کے ارادے کا بھی کوئی ذکر اس مجوزہ قانون میں نہیں ملتا۔

اجلاس کا مطالبہ ہے کہ حکومت بجٹ اجلاس سے قبل اس بل میں ضروری ترمیمات کرے اور ہر ہندوستانی کو ۳۵ کلو اناج اور دیگر غذائی اشیاء کی کم قیمت پر دستیابی کو لازمی قرار دے۔

اجلاس اس مطالبہ کی بھی تائید کرتا ہے کہ بچوں کے صحت بخش تغذیہ، حاملہ خواتین کی غذائی ضروریات اور بیمار افراد کی خصوصی غذائی ضرورتوں کی تکمیل کی ضمانت بھی قانون میں ملنی چاہیے۔

شوریٰ کا اجلاس یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ غذا، کپڑے، مکان، تعلیم اور علاج معالجہ کی سہولتوں پر مبنی حق ضروریات زندگی (Right to Livlihood) کو ہندوستانی عوام کے حق کے طور پر دستور ہند میں تسلیم کرلیا جائے۔

قومی سلامتی سے متعلق وزارتی گروپ کی رپورٹ

اجلاس منعقدہ: ۱۰ تا ۱۴/اگست ۲۰۰۱ء، حیدرآباد

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، جناب ٹی کے عبداللہ، جناب اعجاز احمد اسلم، مولانا محمد یوسف اصلاحی، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، جناب کے اے صدیق حسن، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب ایس ایم ملک، مولانا نظام الدین اصلاحی، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

قرارداد

قومی سلامتی سے متعلق وزارتی گروپ کی رپورٹ یہ نہایت غلط تاثر دیتی ہے کہ مسلمان، ان کی جماعتیں اور مدارس ملک کی سلامتی کے لیے ایک بڑا خطرہ ہیں۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس رپورٹ کے ان بے بنیاد اور شر انگیز مندرجات پر سخت تشویش کا اظہار اور اس کی مذمت کرتا ہے۔

اجلاس کو حیرت ہے کہ وزیر اعظم نے مسلمانوں کے ایک وفد کی ملاقات میں کہا کہ مدارس کے خلاف کوئی بات رپورٹ میں نہیں ہے۔ وزیر اعظم کے اس بیان پر اجلاس کے نزدیک حیرت کے ساتھ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے سامنے پوری رپورٹ لائی بھی گئی ہے یا نہیں؟

شوریٰ کا یہ اجلاس وزیر اعظم کو رپورٹ کے پیراگراف 2:29 کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس پیرا گراف میں مدارس سے قومی سلامتی کے لیے خطرہ کا اظہار ہوتا ہے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس حقیقت کا پرزور طریقے سے اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں، مدارس اور جماعتوں کے خلاف الزامات سراسر غلط ہیں۔ اجلاس کو اس بات پر بھی سخت تعجب ہے کہ رپورٹ میں جماعت اسلامی پر یہ تہمت لگائی گئی ہے کہ وہ نوجوانوں کو اسلحے کی ٹریننگ دے رہی ہے۔ یہ اجلاس اس حقیقت کا اعادہ ضروری سمجھتا ہے کہ جماعت اسلامی ہند ہمیشہ سے پرامن اور تعمیری طریقۂ کار پر قائم ہے۔ اس کے پروگرام میں اسلحہ کی ٹریننگ کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

مجلسِ شوریٰ کے اس اجلاس کا یہ واضح احساس ہے کہ یہ رپورٹ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فرقہ پرستانہ ذہنیت کی اور عالمی صہیونی سازش کی عکاسی کرتی ہے، اس سازش کی عکاسی جو آئی ایس آئی کے نام پر مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ایک عرصے سے جاری ہے اور جس میں میڈیا کا ایک طاقت ور عنصر بھی شریک ہے، جس کے باعث فسطائی طاقتوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ رپورٹ کی ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ اسلحہ کی اس عام ٹریننگ اور ترشول کی تقسیم کا اس میں سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے جس کا مظاہرہ فرقہ پرست فسطائی طاقتوں کی جانب سے جگہ جگہ علی الاعلان کیا جاتا ہے اور جو ملک کی سلامتی کے لیے فی الواقع نہایت سنگین خطرہ ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک مناسب بات یہ تھی کہ رپورٹ کو عام کرنے سے پہلے اسے پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کیا جاتا تاکہ بحث و مباحثہ کے نتیجے میں حقائق سامنے آتے اور قابل اعتراض حصوں کو حذف کیا جاتا۔ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ رپورٹ نے جو غلط فہمیاں پیدا کی ہیں بلا تاخیر انہیں دور کیا جائے۔

امن وامان کی ضرورت اور ملک کی موجودہ صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۷ تا ۹ رنومبر ۲۰۰۱ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا محمد سراج الحسن

شرکاء: مولانا سید جلال الدین عمری، مولانا محمد شفیع مونس، مولانا عبدالعزیز، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی، ڈاکٹر حسن رضا، جناب صدیق حسن، مولانا عبدالرشید عثمانی، جناب محمد عبدالقیوم، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر احمد سجاد، جناب سید غلام اکبر، جناب محمد جعفر (قیم جماعت)۔

مدعوئین خصوصی: ڈاکٹر کوثر یزدانی، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب توفیق اسلم خان۔

قرارداد

۱۱ رستمبر کے بعد دہشت گردی سے متعلق مختلف خیالات ورجحانات کا جو اظہار ہوتا آرہا ہے اس کا ایک خوش آئندہ پہلو تو یہ ہے کہ دہشت گردی کی خطرناکی کے انسداد پر غور ہونے لگا ہے لیکن ساتھ ہی خیالات کی جذباتیت سے آئے دن بیانات کی تبدیلی اور خاص طور پر میڈیا کے یک رخے اور مضر رساں پروپیگنڈے نے ملک کی فضا پر برا اثر ڈالا ہے۔ مختلف خیالات کی وجہ سے کشمکش بڑھتی گئی اور آخر کار پولس کی ناروا فائرنگ اور فرقہ وارانہ فسادات تک نوبت پہنچی۔ مالیگاؤں اور اس کے مضافات (مہاراشٹر)، گونڈہ اور سرائے میر (اتر پردیش) کے فسادات اس

کی مثالیں ہیں۔ اس خراب صورتِ حال کے پیش نظر جماعت اسلامی ہند کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت، ذرائع ابلاغ، ملک کی مختلف جماعتوں اور عوام ہر ایک کو توجہ دلاتا ہے اور توقع ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں گے اور غیر دانش مندانہ بیانات سے اجتناب کریں گے جو ملک کے مختلف فرقوں کے درمیان شکوک وشبہات اور منافرت کے جذبات کو بڑھانے کا باعث ہوتے ہیں اور صحیح بنیادوں پر بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے رویوں سے متاثر نہ ہوں۔ پوری طرح صبر وتحمل سے کام لیں اور ان عناصر کے عزائم کو کام یاب نہ ہونے دیں جو فرقہ وارانہ منافرت اور کشمکش پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

نکسلی تحریک اور حکومت کا تصادم

اجلاس منعقدہ: ۱۴ تا ۱۸/اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)۔

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے، جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی اور سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہوسکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملاّ، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

ملک کے مختلف حصوں میں ماؤ نوازوں اور حکومت کے ٹکراؤ کے بڑھتے ہوئے واقعات ملک کے لیے بہت بڑا چیلنج ہیں۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے انتظامیہ جو طریقے اختیار کر رہی ہے، یعنی آپریشن گرین ہنٹ اور سلوا جوڈم کے نام سے جوابی تشدد، یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

حکومت کے لیے ضروری ہے کہ ان اسباب کا پتہ لگائے جو قبائلی اور آدی باسی علاقوں میں عوامی بے چینی کے پیچھے پائے جاتے ہیں۔ حالات کا حقیقت پسندانہ جائزہ بتاتا ہے کہ عوامی بے چینی کے لیے سرکاری پالیسیاں بڑی حد تک ذمہ دار ہیں۔ بڑے پیمانے پر غیر ملکی کمپنیوں کی آمد اور پھر ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کو خصوصی اقتصادی زون (ZEZ) کے نام پر آدی باسی علاقوں میں اراضی کا الاٹمنٹ، اس بے چینی کا ایک بڑا سبب ہے۔ قبائلیوں کے یہ اندیشے بالکل بجا ہیں کہ حکومت انہیں ان کی زمینوں سے بے دخل کرنا چاہتی ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ حکومت:

۱- قبائلی علاقوں کے باشندوں کے ان اندیشوں کو دور کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

۲- غیر ملکی کمپنیوں سے جو معاہدات (MOU) کیے جائیں ان کی تفصیلات سے عوام کو باخبر کرے۔

۳- زمینوں پر کسانوں اور قبائلیوں کے حقوق کو تسلیم کرے۔

۴- سلوا جوڈم (چھتیس گڑھ) جیسی غیر قانونی ایجنسیوں کو، جو ماؤوادیوں پر قابو پانے کے لیے سرکاری امداد اور حمایت سے کھڑی کی جا رہی ہیں، ختم کرے اور ایسے اقدامات نہ کرے جو تشدد کی سرپرستی اور حقوقِ انسانی کی خلاف ورزی پر مبنی ہوں۔

۵- متاثرہ علاقوں میں انسانی گروپوں اور کارکنوں کو کام کرنے کی پوری پوری آزادی اور سہولت فراہم کرے۔

مرکزی شوریٰ نے ماووادیوں کو بھی توجہ دلائی کہ وہ اس حقیقت کا اعتراف کریں کہ تشدد و خوں ریزی مسئلے کا حل نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ انہیں پرامن جدوجہد کے اور حکومت سے گفتگو اور مشاورت کے ذریعے اپنے مسائل کا حل نکالنا چاہیے۔

سیکورٹی (Security) کے مسائل اور ملکی صورتِ حال

اجلاس منعقدہ: ۱۴ تا ۱۸/اپریل ۲۰۱۰ء، نئی دہلی

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مولانا محمد شفیع مونس، جناب محمد جعفر، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب اعجاز احمد اسلم، جناب سید غلام اکبر، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقیب، ڈاکٹر محمد رفعت، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک پہلے روز دوپہر کی نشست سے شریک رہے، جناب ایس امین الحسن نے اجلاس کے آخری تین روز کی نشستوں میں شرکت فرمائی۔

مولانا محمد سراج الحسن، ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی اور سید سعادت اللہ حسینی بہ سبب علالت شریک اجلاس نہ ہو سکے۔

مدعوئین خصوصی: جناب محمد اشفاق احمد، جناب محمد اقبال ملاّ، جناب سید عبدالباسط انور، مولانا محمد رفیق قاسمی، جناب مجتبیٰ فاروق۔

قرارداد

ملک کے مختلف حصوں میں تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر انٹرنل سیکورٹی کے سلسلہ میں حکومت کی تشویش بجا ہے لیکن اس سلسلہ میں جو اقدامات کیے جا رہے ہیں اور جو

پالیسیاں وضع کی جارہی ہیں وہ بجائے خود تشویش ناک ہیں۔ مختلف سرکاری شعبوں میں غیرملکی خصوصاً امریکی اور اسرائیلی ایجنسیوں کا عمل دخل بڑھتا جارہا ہے جو اپنے مخصوص زاویۂ نظر سے اور اپنے مفادات کے تحت کام کررہی ہیں۔ چیکنگ اور تلاشی کے نام پر ہر جگہ عام شہریوں کو ہراساں کیا جارہا ہے۔ دہشت گردی کے خطرات اور نکسلی تشدد کی روک تھام کے بہانے شہریوں کے بعض طبقات کو خاص طور سے ہدف بنایا جارہا ہے۔ اس عمل میں ٹیکس دہندگان کی کمائی کا ایک معتد بہ حصہ صرف ہورہا ہے۔ چیکنگ کے جدید اور انتہائی مہنگے آلات ووسائل درآمد کیے جارہے ہیں۔ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ اس صورتِ حال کو خطرناک سمجھتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ مرکزی وزرات داخلہ اندرونی سلامتی کی صورتِ حال کا جائزہ حقیقت پسندانہ طریقے سے لے اور اپنے وسائل سے اسے بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ سیکورٹی جیسے نازک اور حساس مسئلہ میں غیرملکی ایجنسیوں پر اعتماد وانحصار مناسب نہیں ہے۔

انسداد غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (UAPA) میں ترمیم

اجلاس منعقدہ: ۳۰/نومبر تا ۳/دسمبر ۲۰۱۲ء، کوزی کوڈ، کیرلا

صدارت: مولانا سید جلال الدین عمری

شرکاء: جناب محمد جعفر، مولانا محمد یوسف اصلاحی، جناب کے اے صدیق حسن، جناب ٹی کے عبداللہ، ڈاکٹر محمد رفعت، جناب اعجاز احمد اسلم، انجینئر محمد سلیم، جناب ایچ عبدالرقیب، ڈاکٹر حسن رضا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، جناب پرواز رحمانی، جناب ایس امین الحسن، جناب مجتبیٰ فاروق، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جناب ٹی عارف علی، جناب نصرت علی (قیم جماعت)

جناب ایس ایم ملک اپنی علالت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری کی رحلت کی وجہ سے ایک نشست خالی ہوگئی تھی۔

قرارداد

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ہند کا یہ اجلاس یو پی اے حکومت کے ذریعہ عجلت میں اور بغیر کسی بحث و مباحثہ کے انسداد غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون (یو اے پی اے) میں ترمیمات کو، جس نے اسے اور زیادہ سخت اور وحشیانہ بنادیا ہے لوک سبھا سے منظور کرانے پر اپنی

گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔

یو پی اے حکومت نے ۲۰۰۴ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد پوٹا (POTA) کو تو منسوخ کر دیا تھا لیکن اس کی تمام ظالمانہ اور وحشیانہ دفعات کو غیر قانونی سرگرمیوں کے قانون UAPA میں داخل کر کے اسے ایک کالے اور ظالمانہ قانون میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اس بات کے وافر ثبوت موجود ہیں کہ انسدادِ دہشت گردی اور ماؤازم کے نام پر حکومت، خفیہ ایجنسیوں اور پولس نے اس قانون کو بڑی بے دردی کے ساتھ اور غلط طریقہ پر استعمال کیا، جس کے نتیجہ میں آج سیکڑوں کی تعداد میں معصوم اور بے گناہ افراد جیل کی سلاخوں کے پیچھے کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں، انہیں وحشیانہ طریقہ سے زد وکوب کیا جاتا ہے اور ان افراد کے اہل خانہ سخت تکلیف اور پریشانی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ حکومت اور ایجنسیوں کی بربریت کا سب سے زیادہ نشانہ مسلم نوجوان بن رہے ہیں۔ پرامن، جمہوری اور آئینی طریقوں سے کام کرنے والی مسلم تنظیموں پر اس قانون کے ذریعہ متعدد بار پابندیاں عائد کی گئیں، جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ان حالات نے مسلم طبقہ بالخصوص اس کی نئی نسل کو خوف و دہشت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ کا احساس ہے کہ حالیہ ترمیمات جس نے حکومت کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ کسی بھی تنظیم پر غیر قانونی سرگرمیوں کے الزام میں دو کے بجائے پانچ سال تک پابندی عائد کر سکتی ہے، اسی طرح اقتصادی جرائم اور جعلی کرنسی کے معاملات کو بھی اس قانون میں شامل کر دیا گیا، جس کے نتیجہ میں نام نہاد دہشت گردانہ سرگرمیوں کی براہِ راست یا بالواسطہ پشت پناہی کے الزام میں کسی بھی فرد یا کاروباری کمپنی پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو گیا ہے۔ فرد یا کمپنی پر بھاری جرمانہ ہی نہیں بلکہ جائیدادوں کی قرقی کا اختیار بھی حکومت کو مل گیا ہے۔ ہندو غیر منقسم خاندان کو اس دفعہ سے مستثنیٰ قرار دے کر اسے خالص فرقہ وارانہ رنگ بھی دے دیا گیا ہے۔ مجلس شوریٰ کو اندیشہ ہے کہ اس ترمیم کے بعد، پولس اور خفیہ ایجنسیاں کاروباری طبقہ بالخصوص مسلم تاجروں اور اہل ثروت افراد کو ہراساں اور بلیک میل کر سکتی ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ سمجھتی ہے کہ دہشت گردی اور اس نوعیت کے دیگر جرائم اور سرگرمیوں کی روک تھام اور انسداد کے لیے ملک کے قانون (Cr.Pc) میں موجود دفعات اس

مقصد کے لیے کافی ہیں۔ایمان داری کے ساتھ اگر ان کا استعمال کیا جائے تو اس طرح کے تمام خطرات اور جرائم پر بہ آسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔مزید برآں حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ٹاڈا، پوٹا، مکوکا، یواے پی اے اور افسپا جیسے کالے قوانین دہشت گردی اور غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد میں نہ صرف بری طرح ناکام ہوئے ہیں بلکہ حقوقِ انسانی اور دستوری تحفظات کی پامالی کا ایک بڑا ذریعہ بھی بن گئے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ یواے پی اے قانون میں حالیہ ترمیمات کی سخت مذمت کرتی ہے اور حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ یواے پی اے سمیت تمام کالے قوانین کو فی الفور منسوخ کرے۔مجلس شوریٰ ملک کے انصاف پسند عوام، حقوق انسانی کی تنظیموں اور مسلمانانِ ہند و دیگر محروم و مظلوم طبقات کو آواز دیتی ہے کہ وہ ان کالے اور وحشیانہ قوانین کی منسوخی کے لیے ملک گیر تحریک چلائیں۔